SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES
https://policyjournalofms.com
ISSN Online: 3006-4708
ISSN Print: 3006-4694

سلطان باہوؒ کی تعلیمات میں سروری قادری خانقاہی نظام کا دعوت و اصلاحِ معاشرہ میں کردار

Dr. Hafiz Muhammad Sarfraz Ghani[1], Dr. Wajid Ali[2], Muhammad Zahid ul Hassan[3]

[1,2] Assistant Professor, Department of Islamic Studies The Superior University, Lahore, Pakistan, Email: hafizsarfraz99@gmail.com, wajidasadi@gmail.com
[3] M.Phil. Scholar Department of Islamic studies The Superior university Lahore, Pakistan, Email: muhammadzahidulhassan69@gmail.com

DOI: https://doi.org/10.70670/sra.v4i1.2563

Abstract

This research article, titled “The Role of the Sarwari Qadri Khanqahi System in Preaching and Social Reform in the Teachings of Sultan Bahoo (RA)”, examines the religious, spiritual, educational, and social dimensions of the Sarwari Qadri Khanqahi system in the light of Sultan Bahoo’s teachings. Sultan Bahoo (RA) was a prominent Sufi scholar and spiritual figure of the subcontinent whose teachings emphasized self-purification, remembrance of Allah, divine knowledge, spiritual training, and moral excellence. According to his thought, genuine reform begins with the purification of the inner self and gradually manifests itself in human conduct and social relationships. The study finds that the Sarwari Qadri tradition gives considerable importance to the relationship between the spiritual guide and disciple as a means of moral and spiritual training. Remembrance of Allah, companionship of the spiritual guide, struggle against the lower self, and ethical discipline are important elements of this system. The Khanqahi system provides a practical framework for these teachings through religious guidance, spiritual education, moral development, service to humanity, and concern for social welfare. The research further demonstrates that Sultan Bahoo’s teachings connect individual spiritual reform with broader social reform. Purification of the self, development of good character, promotion of brotherhood, tolerance, compassion, and service to others can contribute to the establishment of a morally balanced society. In the contemporary context, these teachings remain relevant in addressing moral decline, intolerance, materialism, and social disorder. The study concludes that a revival of the constructive and reformative dimensions of the Khanqahi tradition can contribute positively to religious awareness, ethical development, social harmony, and collective welfare.

Keywords: Sultan Bahoo, Sarwari Qadri, Khanqahi System, Islamic Preaching, Social Reform, Self-Purification, Sufism, Spiritual Training, Service to Humanity.

تمہید

اسلامی معاشرے کی تعمیر میں دعوت و اصلاح کو بنیادی مقام حاصل ہے۔ اسلام انسان کی اصلاح کو محض ظاہری اعمال تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اس کے عقیدہ، باطن، اخلاق اور معاملات کی درستی کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ برصغیر میں صوفیائے کرام نے اسی جامع تصورِ اصلاح کو اپنی دعوت و تربیت کا مرکز بنایا۔ خانقاہیں ذکر و عبادت کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس، اخلاقی تربیت، دینی رہنمائی اور خدمتِ خلق کے مراکز بھی رہیں۔ اس طرح خانقاہی نظام نے فرد کی اصلاح کو معاشرتی بہتری کے ساتھ مربوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت سلطان باہوؒ برصغیر کی صوفیانہ روایت کے ان ممتاز بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی تعلیمات میں فقر، معرفتِ الٰہی، ذکر، تزکیۂ نفس اور شریعت کی پابندی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ آپؒ کے نزدیک فقر محض ظاہری درویشی کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب کا راستہ ہے۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

"فقر عین ذات ہے۔"(۱)

یہ مختصر مگر جامع جملہ سلطان باہوؒ کے تصورِ فقر کی بنیادی جہت کو سامنے لاتا ہے۔ ان کے ہاں فقر انسان کو دنیا سے فرار کی دعوت نہیں دیتا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے، نفس کی اصلاح کرنے اور زندگی کو دینی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اسی لیے سلطان باہوؒ کی تعلیمات میں علم، عمل اور باطنی تربیت ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

آپؒ علمِ ظاہر اور علمِ باطن کے تعلق کو بھی اہم قرار دیتے ہیں۔ کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

"علمِ ظاہر بمنزلہ ابتدا ہے اور علمِ باطن انتہا۔"(۲)

اس تصور میں ظاہری علم کو رد نہیں کیا گیا بلکہ اسے روحانی تکمیل کی طرف لے جانے والی ابتدائی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ سلطان باہوؒ کی فکر میں حقیقی تربیت وہ ہے جس میں علم انسان کے کردار میں ظاہر ہو اور معرفت اس کے عمل کو درست سمت عطا کرے۔ اسی وجہ سے آپؒ کی تعلیمات میں ذکرِ الٰہی، شریعت کی پابندی، صحبتِ مرشد اور تزکیۂ نفس کو باہم مربوط عناصر کی حیثیت حاصل ہے۔

سلطان باہوؒ کے نزدیک روحانی سفر میں رہنمائی کی اہمیت بھی بنیادی ہے۔ طالبِ حق کے لیے محض اپنی خواہش یا ذاتی کوشش پر اعتماد کافی نہیں بلکہ اسے ایسے مرشد کی صحبت درکار ہوتی ہے جو اس کی ظاہری اور باطنی اصلاح میں رہنمائی کرے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

> "باطن میں راہِ فقر پر گامزن ہونا آسان کام نہیں۔۔۔ اس راہ میں ایسے صاحبِ توفیق مرشد کامل اکمل کی رفاقت ضروری ہے۔"(۳)

یہی تربیتی تصور سروری قادری خانقاہی نظام میں نمایاں صورت اختیار کرتا ہے۔ مرشد و مرید کا تعلق اس نظام میں روحانی تربیت، اصلاحِ باطن اور عملی کردار سازی کا ذریعہ بنتا ہے۔ ذکر و فکر کے ساتھ سالک کو اپنے اخلاق، معاملات اور روزمرہ زندگی کی اصلاح کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے، تاکہ روحانی تربیت محض ذاتی کیفیت نہ رہے بلکہ اس کے اثرات عملی زندگی میں بھی ظاہر ہوں۔

فرد کے اخلاق و کردار کی اصلاح دراصل معاشرتی اصلاح کی پہلی بنیاد ہے۔ جب انسان اپنے اندر عاجزی، صبر، اخوت، محبت، تحمل، دیانت اور خدمتِ خلق جیسی صفات پیدا کرتا ہے تو اس کا اثر اس کے خاندان، معاشرتی تعلقات اور عمومی رویوں پر بھی پڑتا ہے۔ اسی پہلو سے خانقاہی نظام کا دعوتی کردار محض وعظ و نصیحت تک محدود نہیں رہتا بلکہ عملی تربیت کے ذریعے معاشرے میں مثبت تبدیلی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

عصرِ حاضر میں مادیت، اخلاقی کمزوری، باہمی عدمِ برداشت، معاشرتی انتشار اور روحانی بے اطمینانی جیسے مسائل نے فرد کی زندگی کو متاثر کیا ہے۔ ایسے ماحول میں سلطان باہوؒ کی تعلیمات کا مطالعہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ ان میں اصلاح کا آغاز انسان کے باطن سے ہوتا ہے اور اس کی تکمیل کردار اور عمل میں ہوتی ہے۔ اسی تناظر میں سروری قادری خانقاہی نظام کے دعوتی اور اصلاحی کردار کا مطالعہ سلطان باہوؒ کی فکری روایت کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کی موجودہ دور میں معنویت کو بھی واضح کرتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اسی زاویے سے سلطان باہوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں سروری قادری خانقاہی نظام کے دعوت و اصلاحِ معاشرہ میں کردار کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

سلطان باہوؒ کی شخصیت اور فکری پس منظر

حضرت سلطان محمد باہوؒ برصغیر کی صوفیانہ روایت کے ان ممتاز بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے سترھویں صدی میں پنجاب کے مذہبی، روحانی اور فکری ماحول پر گہرا اثر چھوڑا۔ آپؒ کی ولادت ۱۰۳۹ھ/۱۶۳۰ء میں شورکوٹ میں ہوئی اور وصال ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱ء میں ہوا۔ جدید علمی تحقیق بھی آپؒ کو پنجاب کے ایک معروف صوفی، شاعر اور عالم کے طور پر پیش کرتی ہے، جب کہ آپؒ کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپؒ نے تصوف کو عام انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگی سے جوڑنے کے لیے فارسی نثر اور پنجابی شاعری دونوں کو ذریعہ بنایا۔(۴)

سلطان باہوؒ کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جس میں دینی وابستگی اور روحانی رجحان موجود تھا۔ ان کے والد بازید محمد مغلیہ عہد میں سرکاری خدمت سے وابستہ تھے، جبکہ والدہ بی بی راستیؒ کو سوانحی روایات میں ایک

نیک اور صاحبِ حال خاتون کے طور پر یاد کیا گیا ہے۔ ابتدائی عمر ہی سے سلطان باہوؒ کی طبیعت میں روحانی رجحان نمایاں تھا۔ معروف سوانحی روایت کے مطابق انہوں نے باقاعدہ مدرساتی تعلیم کے بجائے روحانی تربیت کی طرف زیادہ توجہ دی اور بعد میں پیر عبدالرحمن جیلانی دہلوی سے ظاہری طور پر بیعت کی۔ (۵)

سلطان باہوؒ کی شخصیت کے مطالعے میں مناقبِ سلطانی کو بنیادی سوانحی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کتاب کے مصنف سلطان حامد نے آپؒ کے حالات، روحانی مقامات اور خانقاہی روایت سے متعلق متعدد روایات جمع کی ہیں۔ تاہم جدید تحقیقی مطالعے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ سوانحی روایات اور سلطان باہوؒ کی اپنی تصانیف میں موجود فکری مواد کو الگ الگ دیکھا جائے۔ اس طرزِ مطالعہ سے شخصیت کے تاریخی پہلو کے ساتھ ان کی اصل فکری ترجیحات بھی زیادہ واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔ (۶)

سلطان باہوؒ کی فکری شخصیت کا مرکزی محور فقر ہے۔ ان کے نزدیک فقر محض ظاہری درویشی، ترکِ دنیا یا معاشی محتاجی کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور قرب کی ایک روحانی منزل ہے۔ عین الفقر میں فقر کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں:

> "فقر درویشی نہ در گفتگو نہ در خواندن و نوشتن مسائل و حکایت قصہ خوانی، فقر دریافت معرفت و محو شدن در توحید رحمانی و گشتن از خویش فانی و **بیزار** شدن از ہوائے نفسانی و معصیت شیطانی ہے۔" (۷)
>
> ترجمہ: فقر و درویشی محض گفتگو کرنے، یا مسائل اور قصے کہانیاں پڑھنے اور لکھنے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ فقر تو اللہ تعالی کی معرفت کا ادراک حاصل کرنے، توحیدِ رحمانی میں یکسر محو و فنا ہو جانے، اپنے وجود کی نفی کرنے، اور نفسانی خواہشات و شیطانی معصیت سے مکمل بیزار اور دور ہو جانے کا نام ہے۔

اس تصور میں فقر ایک عملی تربیتی راستہ بن جاتا ہے۔ انسان اپنے نفس کی خواہشات سے اوپر اٹھے، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے اور اپنی زندگی کو توحید کے شعور کے مطابق ڈھالے، یہی سلطان باہوؒ کے ہاں فقر کی حقیقی روح ہے۔ اسی وجہ سے ان کی فکر میں روحانیت دنیاوی ذمہ داریوں سے فرار کا نام نہیں بلکہ انسان کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے جو اس کے کردار اور معاملات میں بھی ظاہر ہو۔

سلطان باہوؒ کے فکری مزاج میں علمِ ظاہر اور علمِ باطن کے باہمی تعلق کو بھی نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

"گرچہ نیست مارا علمِ ظاہر، ز علمِ باطنی جاں گشتہ
طاہر۔" (۸)

ترجمہ: اگرچہ ظاہری علوم پر ہمیں وہ دسترس حاصل
نہیں، لیکن باطنی علم و معرفت کی بدولت ہماری روح
و جان پاک و طاہر ہو چکی ہے۔

اس شعر میں علمِ باطن کو انسانی تطہیر اور روحانی پاکیزگی کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔ تاہم سلطان باہوؒ کی مجموعی تصانیف کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ ان کے ہاں باطنی علم کو ظاہری شریعت سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی تحریروں میں فقہ، شریعت، سنت، اخلاق، ذکر اور تصوف کے مباحث ساتھ ساتھ ملتے ہیں۔ اسی لیے ان کی فکری شخصیت کو صرف صوفی شاعر کے محدود دائرے میں رکھنا مناسب نہیں؛ وہ ایک ایسے صاحبِ فکر مصنف کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں جنھوں نے روحانی تجربے کو دینی اصولوں کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کی۔

سلطان باہوؒ کی تصنیفی خدمات بھی ان کے علمی مقام کو سمجھنے میں اہم ہیں۔ ان سے منسوب کتب میں عین الفقر، کلید التوحید کلاں، کلید التوحید خرد، شمس العارفین، نور الہدیٰ کلاں، عین العارفین، امیر الکونین، گنج الاسرار، اسرارِ قادری، اورنگ شاہی، رسالہ روحی شریف اور دیگر تصانیف شامل ہیں، جب کہ پنجابی زبان میں ان کا کلام ابیاتِ باہوؒ کے نام سے معروف ہے۔ سلطان باہوؒ کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں؛ بعض مصادر میں تقریباً ۱۴۰ کتب کا ذکر ہے، لیکن تمام منسوبہ کتب کا موجودہ دور میں دستیاب ہونا ثابت نہیں۔ (۹)

ان کی تصانیف کے اثرات کے بارے میں پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں کہ:

"عین الفقر" کی اہمیت اس لیے بھی نمایاں ہے کہ خانوادۂ سلطان باہوؒ میں اسے درسی انداز سے پڑھانے کا اہتمام کیا جاتا رہا اور اس کے مطالعے کو سلطان باہوؒ کے فقر و تصوف کو سمجھنے کے لیے بنیادی حیثیت حاصل تھی۔"(۱۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عین الفقر محض ایک صوفیانہ تصنیف نہیں بلکہ سلطان باہوؒ کی فکری روایت کو سمجھنے کے لیے ایک اہم متن کے طور پر دیکھی جاتی رہی ہے۔

سلطان باہوؒ کی فکر میں فقر، معرفت، مرشد اور تزکیۂ نفس محض نظری مباحث نہیں بلکہ انسانی کردار اور معاشرتی اصلاح کی عملی بنیادیں ہیں۔ ان کا فارسی نثر اور پنجابی ابیات پر مشتمل کلام خواص و عوام دونوں میں یکساں

مقبول ہوا (۱۱)، جو آگے چل کر سروری قادری خانقاہی نظام کا بنیادی دعوتی اور تربیتی ڈھانچہ بنا۔

سروری قادری سلسلہ اور خانقاہی نظام کا تعارف

تصوف کی تاریخ میں سلسلہ قادریہ کو ایک ممتاز اور ہمہ گیر مقام حاصل ہے، جس کی بنیاد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اصلاحی و روحانی تعلیمات پر استوار ہوئی۔ برصغیر میں اس سلسلے کی مختلف شاخیں قائم ہوئیں، جن میں سلطان باہوؒ کی نسبت سے سروری قادری طریقہ کو خصوصی فکری اور تربیتی اہمیت حاصل ہوئی۔ سروری قادری سلسلے کی بنیادی شناخت یہ ہے کہ اس میں سالک کو سخت مجاہدات اور ظاہری وضع قطع کے بجائے ذکرِ اللہ، تصفیہ باطن اور مرشدِ کامل کی توجہ کے ذریعے معرفتِ الٰہی تک پہنچانے پر زور دیا جاتا ہے۔ (۱۲)

سلطان باہوؒ کی تحریروں اور خانقاہی روایت کے مطابق سروری قادری سلسلے کی اصل روح روح القدس اور اسمِ اعظم کے باطنی تصرف میں مضمر ہے۔ سلطان باہوؒ اپنی تصنیف کلید التوحید کلاں میں اس سلسلے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "سروری قادری آن است کہ بہ یک توجہِ سالک را منہی و کامل و محرم رازِ الٰہی سازد۔" (۱۳)
>
> ترجمہ: سروری قادری وہ طریقہ ہے جو مرشد کی صرف ایک ہی توجہ سے سالک کو منہی، کامل اور رازِ الٰہی کا محرم بنا دیتا ہے۔

سروری قادری خانقاہی نظام محض ایک عمارت یا بیٹھک کا نام نہیں، بلکہ یہ تزکیۂ نفس، اخلاقی تربیت اور دینی اصلاح کا ایک منظم مرکز رہا ہے۔ برصغیر کے روایتی خانقاہی ماحول میں جہاں بعض اوقات محض رسوم و رواج اور ظاہری سجادگی کو اہمیت ملنے لگی تھی، وہاں سروری قادری خانقاہوں نے تعلیمِ قرآن و سنت، ذکرِ الٰہی، طہارتِ قلب اور انسانی خدمت کو اپنی بنیادی ترجیح بنایا۔ خانقاہ کا یہی اصلاحی ماحول افراد کی سیرت سازی اور ان میں آخرت کا شعور بیدار کرنے کا باعث بنا۔ (۱۴)

اس خانقاہی نظام کا ایک اور نمایاں پہلو اس کا بلا امتیازِ رنگ و نسل تمام انسانوں کے لیے کھلا ہونا ہے۔ سروری قادری مراکز نے عامۃ الناس میں دینی و اخلاقی آگاہی پھیلانے، اور لوگوں کو نفس پرستی و معصیت سے نکال کر تعلق باللہ قائم کرنے میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اس طرح یہ خانقاہی نظام شخصی اصلاح سے شروع ہو کر معاشرتی بہتری کی ایک پائیدار اور موثر تحریک ثابت ہوا۔ (۱۵)

اصلاحِ معاشرہ میں سروری قادری خانقاہی نظام کی خدمات

سروری قادری خانقاہی نظام نے برصغیر کے مذہبی اور سماجی تناظر میں اخلاقی اقدار کی بحالی اور انسانی کردار کی تعمیر میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ روایتی خانقاہی سٹرکچر سے ہٹ کر اس سلسلے کا بنیادی مقصد

محض انفرادی روحانی منازل کی طے دہی نہیں، بلکہ افراد کی تزکیہ کے ذریعے ایک صالح اور متوازن معاشرے کی تشکیل تھا۔ سلطان باہوؒ اور ان کے سلسلۂ عالیہ سے وابستہ خانقاہوں نے معاشرتی بگاڑ، اخلاقی تنزلی اور طبقاتی تفریق کے خاتمے کے لیے عملاً اصلاحی خدمات سرانجام دیں۔ (۱۶)

اس نظام کی سب سے بڑی اصلاحی خدمت خلقِ خدا کی بلامعاوضہ دینی و اخلاقی تربیت تھی، جس میں امیر و غریب، شاہ و گدا اور ذات پات کے فرق کو بالائے طاق رکھ کر تمام انسانوں کو برابری کی سطح پر روحانی و اخلاقی تعلیمات فراہم کی گئیں۔ سلطان باہوؒ اپنی معروف تصنیف عین الفقر میں اس اصلاحی فکر اور مساواتِ انسانی کا بنیادی مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"طالبِ حق را چاہد کہ خود را از تمامِ خلقِ خدا کمتر
داند تا از تکبر و غرورِ نفس پاک گردد۔" (۱۷)

ترجمہ: طالبِ حق کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کو
تمام خلقِ خدا سے کم تر سمجھے تاکہ وہ نفس کے تکبر
اور غرور سے پاک ہو جائے۔

خانقاہی نظام کے تحت لنگر خانوں، تربیتی نشستوں اور عمومی وعظ و نصائح کا ایسا تسلسل قائم کیا گیا جس نے معاشرے میں اخوت، سخاوت اور ہمدردی کے جذبات کو فروغ دیا۔ ان خانقاہوں نے انسانوں کے اندر سے کینہ، حسد، حبِ دنیا اور معصیت پسندی کا خاتمہ کر کے انہیں امانت، صداقت اور حسنِ اخلاق کا پیکر بنانے پر زور دیا۔ اس اصلاحی و تربیتی عمل نے عوام الناس میں نہ صرف فکرِ آخرت بیدار کی بلکہ ان کے روزمرہ معاملات اور سماجی رویوں کو بھی شریعت و سنت کے سانچے میں ڈھالنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ (۱۸)

سروری قادری خانقاہی نظام ایک ایسی پائیدار معاشرتی تحریک ثابت ہوا جس نے فرد کی باطنی اصلاح کے ذریعے پورے اجتماعی نظام میں عدل، امن اور اخلاقی طہارت کی بنیادیں استوار کیں۔ (۱۹)

عصرِ حاضر میں سلطان باہوؒ کی تعلیمات اور سروری قادری نظام کی معنویت

موجودہ دور مادی ترقی، فکری انتشار اور اخلاقی بحران کا دور ہے، جہاں انسان ظاہری آسائشوں کے باوجود باطنی سکون اور روحانی اطمینان سے محروم دکھائی دیتا ہے۔ ایسے عہد میں حضرت سلطان باہوؒ کی فکری تعلیمات اور سروری قادری خانقاہی نظام کی معنویت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آپؒ کا فکرِ فقر، جو ترکِ دنیا کے بجائے تزکیۂ نفس اور خدا ترسی پر مبنی ہے، دورِ حاضر کے انسان کو مادیت پرستی اور نفسانی خواہشات کے غلبے سے نکلنے کا ایک واضح تربیتی راستہ فراہم کرتا ہے۔

عصرِ حاضر کی سماجی بے راہ روی کے توڑ کے لیے سلطان باہوؒ نے ہمیشہ علمِ ظاہر اور علمِ باطن کے امتزاج پر زور دیا تاکہ انسان کے کردار میں

پختگی اور طہارت پیدا ہو۔ عین الفقر میں آپؒ باطنی بیداری اور اصلاحِ احوال کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"طالبِ باصفا آن است کہ از غفلتِ دنیا برآید و دلِ خود را بہ یادِ خدا زندہ دارد۔"(۲۰)

ترجمہ: باصفا طالب وہ ہے جو دنیا کی غفلت سے باہر نکل آئے اور اپنے دل کو یادِ خدا سے زندہ رکھے۔

سلطانِ باہوؒ کے پنجابی ابیات اور فارسی تصانیف میں موجود فکرِ آخرت اور حبِ الٰہی کا درس آج بھی انسان کو خود غرضی، طبقاتی اونچ نیچ اور تعصبات سے پاک کر کے ایک متوازن، بااخلاق اور امن پسند معاشرے کی تشکیل کی دعوت دیتا ہے۔ حاصلِ کلام یہ کہ عصرِ حاضر کے نفسیاتی، اخلاقی اور سماجی مسائل کا پائیدار حل سلطان باہوؒ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور سروری قادری نظام کے اصلاحی و تربیتی اسلوب کو اپنائے رکھنے میں مضمر ہے۔ (۲۱)

کلامِ باہوؒ: تعارف اور دعوت و اصلاحِ معاشرہ کے مضامین

حضرت سلطان باہوؒ کی ادبی و صوفیانہ خدمات میں کلامِ باہوؒ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ کلامِ باہوؒ دراصل آپؒ کے پنجابی صوفیانہ ابیات کا مجموعہ ہے، جس میں تصوف، معرفت، ذکرِ الٰہی، عشقِ رسول ﷺ، مرشد کی صحبت، تزکیۂ نفس اور اصلاحِ کردار جیسے موضوعات مختلف انداز میں بیان ہوئے ہیں۔

کلامِ باہوؒ کے عمومی تعارف اور اس کے تحقیقی پہلو کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر سید نذیر احمد تحریر کرتے ہیں:

"کلامِ باہو سلطان دراصل حضرت سلطان باہوؒ کی پنجابی شاعری کا وہ مرتب شدہ مجموعہ ہے جسے تحقیقی مطالعے اور جدید متن نگاری کے اصولوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے، تاکہ آپؒ کا سادہ، عام فہم اور صوفیانہ کلام اپنے درست تعارفی و تشریحی حواشی کے ساتھ قارئین تک پہنچ سکے۔" (۲۲)

کلامِ باہوؒ کی نمایاں خصوصیت اس کا سادہ، عام فہم اور براہِ راست اندازِ بیان ہے۔ سلطان باہوؒ نے پیچیدہ صوفیانہ تصورات کو عام انسانی تجربات اور روزمرہ کی علامتوں کے ذریعے واضح کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کا کلام صرف خانقاہی ماحول تک محدود نہیں رہا بلکہ عوامی سطح پر بھی مقبول ہوا۔ آپؒ کی شاعری میں باطن کی اصلاح کو معاشرتی زندگی کی بہتری سے جوڑا گیا ہے؛ یعنی انسان کے اندر تبدیلی پیدا ہو تو اس کے اثرات اس کے قول، عمل اور معاشرتی رویے میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔اسمِ اللہ ذات، مرشد اور تزکیۂ نفس

سلطان باہوؒ کے کلام میں مرشدِ کامل اور روحانی تربیت کا تصور بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ آپؒ کا معروف بیت ہے:

الف اللہ چنبے دی بوٹی، مرشد من وچ لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی ملیس، ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بوٹی مشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ہُو
جیوے مرشد کامل باہو، جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو
(سلطان باہوؒ)

ترجمہ: مرشدِ کامل نے میرے دل کے اندر اسمِ اللہ ذات کی چنبیلی کی ایک بوٹی لگا دی ہے۔ اس بوٹی کو ذکرِ الٰہی (نفی و اثبات) کا پانی ملا تو وہ میرے وجود کی ہر رگ اور ہر حصے میں رچ بس گئی۔ جب یہ بوٹی پھل اور پھول پر آئی تو میرے باطن میں معرفت کی خوشبو پھیل گئی۔ باہوؒ دعا دیتے ہیں کہ وہ مرشدِ کامل ہمیشہ سلامت رہے جس نے یہ مبارک بوٹی میرے دل میں لگائی ہے۔ (۲۳)

اس بیت میں شاعر نے اسمِ اللہ ذات کو چنبیلی کے پودے سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک پودا ابتدا میں ایک چھوٹی سی بوٹی کی صورت میں زمین میں لگایا جاتا ہے اور مناسب نگہداشت سے بڑھ کر پھول اور خوشبو پیدا کرتا ہے، اسی طرح مرشد کی تربیت سے طالب کے دل میں اللہ کی یاد اور معرفت کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ "نفی اثبات" کی تعبیر کے ذریعے ذکر و توحید کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جب یہ روحانی کیفیت پختہ ہوتی ہے تو اس کے اثرات انسان کے پورے وجود اور کردار پر نمایاں ہوتے ہیں۔ اس طرح بیت کا مرکزی تصور یہ ہے کہ اصلاح کا آغاز دل سے ہوتا ہے اور باطن کی پاکیزگی کردار کی خوشبو بن کر ظاہر ہوتی ہے۔

۲۔ظاہری علم کے ساتھ باطنی اصلاح

سلطان باہوؒ علم کی اہمیت سے انکار نہیں کرتے، لیکن اس علم کو اخلاقی اور روحانی تبدیلی سے جدا بھی نہیں کرتے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں، عالم ہوئے بھارے ہُو
جو دم غافل سو دم کافر، مرشد ایہہ پڑھایا ہُو
(سلطان باہوؒ)

ترجمہ: انسان ہزاروں کتابیں پڑھ کر اور علم حاصل کر کے بڑا عالم تو بن جاتا ہے، لیکن مرشد نے ہمیں یہ سبق پڑھایا ہے کہ جو لمحات بھی اللہ کی یاد سے غفلت میں گزریں، وہ معنوی اور روحانی اعتبار سے کفر و نافرمانی کے مانند ہیں۔ (۲۴)

ان اشعار میں ظاہری علم کی کثرت کے مقابلے میں باطنی بیداری کو اہمیت دی گئی ہے۔ شاعر کا مدعا یہ ہے کہ محض کتابیں پڑھ لینا اور علمی

مرتبہ حاصل کر لینا اس وقت تک انسان کی تکمیل نہیں کرتا جب تک اس کے اندر اللہ کی یاد، احساسِ ذمہ داری اور عملی اصلاح پیدا نہ ہو۔ "غفلت" یہاں روحانی بے خبری کی علامت ہے۔ اس تصور کا تعلق دعوت و اصلاح سے براہِ راست قائم ہوتا ہے، کیونکہ معاشرے کی اصلاح صرف معلومات فراہم کرنے سے نہیں بلکہ انسان کے رویے اور کردار میں تبدیلی پیدا کرنے سے ممکن ہوتی ہے۔

۳۔مرشدِ کامل اور اخلاقی تربیت

سلطان باہوؒ کے کلام میں مرشد کو محض ایک استاد نہیں بلکہ روحانی تربیت کرنے والی شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ آپؒ کا ارشاد ہے:

کامل مرشد ایسا ہووے، جو دھوبی وانگوں چھٹے ہُو
(سلطان باہوؒ)

ترجمہ: مرشدِ کامل وہ ہوتا ہے جو اپنے طالبِ حق کی تربیت اس طرح کرے جیسے دھوبی کپڑے کو دھوب گھاٹ پر پٹخ کر اس کی تمام میل کچیل اور داغ دھبے صاف کر دیتا ہے۔ (۲۵)

یہاں "دھوبی" کی مثال نہایت معنی خیز ہے۔ جس طرح دھوبی کپڑے کی میل دور کرکے اسے صاف کرتا ہے، اسی طرح مرشدِ کامل طالب کے باطن سے نفسانی آلائشیں دور کرنے اور اس کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس تشبیہ میں تزکیۂ نفس کا پورا تصور سمویا ہوا ہے۔ چنانچہ سروری قادری خانقاہی نظام کے تناظر میں مرشد و مرید کا تعلق صرف روحانی وابستگی نہیں بلکہ کردار سازی اور اصلاحِ باطن کا تربیتی نظام بھی بن جاتا ہے۔

۴۔نفس کی اصلاح اور معاشرتی زندگی:

سلطان باہوؒ کے کلام کا ایک اہم پہلو نفس پر قابو اور انسانی کردار کی اصلاح ہے۔ آپؒ کے نزدیک انسان کی سب سے بڑی رکاوٹ اس کے اندر موجود نفسانی خواہشات، تکبر، دنیا پرستی اور خود پسندی ہیں۔ جب تک انسان اپنے باطن کی ان کمزوریوں پر قابو نہیں پاتا، اس کی ظاہری دینداری بھی مطلوبہ اخلاقی اثر پیدا نہیں کرتی۔ اسی لیے آپؒ کی شاعری میں علم کے ساتھ عمل، عبادت کے ساتھ اخلاص اور ظاہری وابستگی کے ساتھ باطنی پاکیزگی پر زور ملتا ہے۔

نفسانی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے اس معاشرتی پہلو پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سید نذیر احمد تحریر کرتے ہیں:

"سلطان باہوؒ کے نزدیک تزکیۂ نفس اور باطنی پاکیزگی کا عمل محض انفرادی عبادت تک محدود نہیں، بلکہ جب تک انسان اپنے اندر سے تکبر، خود پسندی اور نفسانی خواہشات کو ختم نہیں کرتا، اس وقت تک ایک

متوازن اور خیر پر مبنی اخلاقی معاشرے کی تشکیل ممکن نہیں ہو سکتی۔" (۲۶)

اس فکر کا معاشرتی پہلو بھی واضح ہے۔ جو شخص اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے، وہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا، تکبر سے بچتا، برداشت اور محبت کو اختیار کرتا اور معاشرے میں خیر کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس اعتبار سے سلطان باہوؒ کے ہاں تزکیۂ نفس فرد کی اصلاح کا ذریعہ اور فرد کی اصلاح معاشرے کی اصلاح کی بنیاد بن جاتی ہے۔

سلطان باہوؒ کی تعلیمات میں نفس کی اصلاح فرد کی اخلاقی اور معاشرتی تربیت کی بنیادی شرط ہے۔ آپؒ کے نزدیک انسان جب اپنی خواہشات، حرص اور دنیا پرستی پر قابو پاتا ہے تو اس کے کردار میں اخلاص، محبت اور خیر خواہی پیدا ہوتی ہے، اور یہی باطنی تبدیلی معاشرتی اصلاح کی بنیاد بنتی ہے۔ (۲۷)

آپؒ دنیا پرستی کے نقصانات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ادھی لعنت دنیا تائیں، ساری دنیا داراں ہُو

جیں راہ مولےٰ دے خرچ نہ کیتی، لیسن غضب دیاں ماراں ہُو

پیواں کولوں پُتر کوہاوے، پھٹ دنیا مکاراں ہُو

نہاں ترک دنیا دی کیتی، باہو لیسن باغ بہاراں ہُو

(سلطان باہوؒ)

ترجمہ: دنیا پرستی قابلِ مذمت ہے، کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال اور زندگی صرف نہیں کرتے، وہ اس کے انجام سے دوچار ہوں گے۔ دنیا کی فریب کاری انسان کو اپنے عزیزوں تک سے دور کر سکتی ہے، جبکہ جو لوگ دنیا کی بے جا محبت ترک کرتے ہیں، وہ حقیقی خوش حالی اور روحانی بہار حاصل کرتے ہیں۔(۲۸)

نفس کے فریب اور ظاہری علم کے باوجود باطن کی خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

پڑھ پڑھ عالم فاضل ہوئیوں، اجے بھی طالب زر دا ہُو

لکھ ہزار کتاباں پڑھیاں، پر ظالم نفس نہ مردا ہُو

باجھ فقیراں کسے نہ ماریا، باہو ایہو چور اندر دا ہُو

(سلطان باہوؒ)

ترجمہ: انسان بہت علم حاصل کرکے عالم و فاضل تو بن جاتا ہے، لیکن اگر اس کے دل میں دولت کی حرص باقی رہے تو اس کا نفس ابھی قابو میں نہیں آیا۔ حقیقی

چور باہر نہیں بلکہ انسان کے اندر موجود نفس ہے۔(۲۹)

اس بیت میں سلطان باہوؒ علم اور کردار کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہیں۔ محض علمی قابلیت اس وقت تک فائدہ مند نہیں جب تک انسان اپنے نفس کی اصلاح نہ کرے۔ اس تصور میں معاشرتی اصلاح کا پہلو یہ ہے کہ صالح معاشرہ صالح کردار رکھنے والے افراد سے تشکیل پاتا ہے۔

اسی طرح آپؒ علم کے ساتھ عشق اور عملی تربیت کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں، عالم ہوئے بھارے ہُو

حرف اک عشق دا پڑھ نہ جانن، بھلے پھرن وچارے ہُو

(سلطان باہوؒ)

ترجمہ: لوگ ہزاروں کتابیں پڑھ کر بڑے عالم بن جاتے ہیں، لیکن اگر وہ عشق و محبت کا ایک حرف بھی نہ سیکھ سکیں تو وہ بے مقصد **بھٹکتے** رہتے ہیں۔ (۳۰)

سلطان باہوؒ کے نزدیک حقیقی علم وہ ہے جو انسان کے کردار میں تبدیلی پیدا کرے۔ ”عشق“ یہاں اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ اس محبت کے عملی اثرات، یعنی عاجزی، اخلاص، انسان دوستی اور خیر خواہی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ چنانچہ علم، تزکیۂ نفس اور حسنِ کردار مل کر معاشرتی اصلاح کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔

اس طرح کلامِ باہوؒ میں نفس کی اصلاح کو محض ایک انفرادی روحانی عمل نہیں بلکہ صالح معاشرے کی تشکیل کا بنیادی ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ دنیا پرستی سے اجتناب، نفس پر قابو، علم کے ساتھ عمل اور محبت و اخلاص کا فروغ وہ عناصر ہیں جو فرد کے کردار کو سنوارتے اور معاشرتی تعلقات کو بہتر بناتے ہیں۔

نتائجِ تحقیق

۱۔ سلطان باہوؒ کی تعلیمات میں تزکیۂ نفس اور اصلاحِ باطن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔ آپؒ نے ذکرِ الٰہی، معرفت اور حسنِ اخلاق کو روحانی تربیت کا ذریعہ قرار دیا۔

۳۔ سروری قادری سلسلے میں مرشد و مرید کا تعلق تربیت و اصلاح کا اہم ذریعہ ہے۔

۴۔ خانقاہی نظام فرد کی دینی، اخلاقی اور روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۵۔ سلطان باہوؒ کی فکر میں فرد کی اصلاح کو معاشرتی اصلاح کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ سروری قادری نظام اخوت، محبت، خدمتِ خلق اور معاشرتی ذمہ داری کے فروغ میں معاون ہے۔

۷۔ عصرِ حاضر میں سلطان باہوؒ کی تعلیمات اخلاقی و معاشرتی مسائل کے حل کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

خلاصۃ البحث

اس تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان محمد باہوؒ نے تصوف کو ظاہری شریعت اور اخلاقی حدود سے الگ کرنے کے بجائے دونوں میں گہرا ربط قائم کیا۔ آپؒ کے نزدیک فقر محض ظاہری درویشی یا دنیا سے فرار کا نام نہیں، بلکہ تزکیۂ نفس، طہارتِ قلب اور خدا ترسی کے ذریعے انسانی کردار کی تعمیر کا عملی ذریعہ ہے۔ سروری قادری خانقاہی نظام نے روایتی رسوم پرستی کے برعکس ذکرِ الٰہی، تصفیہ باطن اور مساواتِ انسانی کو فروغ دے کر برصغیر میں ایک اثر انگیز اصلاحی ماحول قائم کیا۔ آپؒ کے پنجابی ابیات اور فارسی کلام میں دنیا پرستی، خود غرضی اور ظاہری علم کے زعم کی سخت مذمت کی گئی ہے، اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ جب تک علم کے ساتھ باطنی طہارت اور عشقِ الٰہی شامل نہ ہو، تب تک فرد یا معاشرے کی اصلاح ممکن نہیں۔ موجودہ دور کی مادیت پرستی اور اخلاقی بحران سے نجات کے لیے سلطان باہوؒ کی فکری تعلیمات اور سروری قادری نظام کا تربیتی اسلوب آج بھی ایک جامع اور پائیدار رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

حوالہ جات

(۱) سلطان باہوؒ، عین الفقر، ایڈیشن ۲۶، لاہور: العارفین پبلیکیشنز، ستمبر ۲۰۱۴ء، ص ۴۱
(۲) سلطان باہوؒ، کلید التوحید کلاں، مطبوعہ نسخہ، ص ۳۲۹
(۳) سلطان باہوؒ، محک الفقر کلاں، مطبوعہ نسخہ
(۴) نجم الدین توسون، "Sultan Bâhû"، Türkiye Diyanet Vakfı İslâm Ansiklopedisi، استنبول: Türkiye Diyanet Vakfı، ۲۰۱۹ء، جلد ۳۷، ص ۵۷۰
(۵) ایضاً
(۶) سلطان حامد، مناقبِ سلطانی، لاہور: مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۱ء، ص ۳۰-۲۵؛ نیز دیکھیے: ڈاکٹر لئیق احمد، "محکُ الفقر کلاں میں موجود فقہی مباحث کا تحقیقی جائزہ"، مجلہ مراۃ العارفین انٹرنیشنل، لاہور، ستمبر ۲۰۱۸ء، ص ۱۴

(۷) سلطان باہوؒ، عین الفقر (ترجمہ: پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی)، لاہور: مکتبہ باہو، ۱۹۹۸ء، ص ۴۵
(۸) سلطان باہوؒ، محکُ الفقر کلاں (فارسی متن بمع اردو ترجمہ)، لاہور: العارفین پبلیکیشنز، ۲۰۱۵ء، ص ۷۲؛ نیز دیکھیے: ڈاکٹر لئیق احمد، ایضاً، ستمبر ۲۰۱۸ء
(۹) سلطان حامد، مناقبِ سلطانی، ص ۱۵۵-۱۵۰؛ نیز دیکھیے: "سلطان باہو کی کتب"، آن لائن تحقیقی ذخیرہ (سلطان الفقر پروڈکشنز)
(۱۰) سید احمد سعید ہمدانی، حضرت سلطان باہوؒ: حیات و تعلیمات، اسلام آباد: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان / لاہور: باہو اکیڈمی، ۱۹۹۲ء، ص ۱۰۴
(۱۱) محمد وارث علی اور اللہ دتہ، "کلامِ سلطان باہوؒ میں فکرِ آخرت کا تجزیاتی مطالعہ"، Al-‘Ulūm: Journal of Islamic Studies، لاہور گیریژن یونیورسٹی، جلد ۶، شمارہ ۲، ۲۰۲۲ء، ص ۸۹
(۱۲) سلطان باہوؒ، کلید التوحید کلاں (اردو ترجمہ)، لاہور: العارفین پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص ۸۵
(۱۳) ایضاً، ص ۸۵
(۱۴) ڈاکٹر لئیق احمد، "سروری قادری خانقاہی نظام کا دعوتی و تربیتی اسلوب"، مجلہ مراۃ العارفین انٹرنیشنل، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۲۴
(۱۵) محمد وارث علی، "برصغیر میں سلاسلِ تصوف کا اصلاحی کردار"، Al-‘Ulūm: Journal of Islamic Studies، لاہور، جلد ۵، شمارہ ۱، ۲۰۲۱ء، ص ۴۵
(۱۶) سید احمد سعید ہمدانی، حضرت سلطان باہوؒ: حیات و تعلیمات، اسلام آباد: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳۰
(۱۷) سلطان باہوؒ، عین الفقر (ترجمہ: سید احمد سعید ہمدانی)، لاہور: مکتبہ باہو، ۱۹۹۸ء، ص ۹۵
(۱۸) ڈاکٹر لئیق احمد، "سروری قادری خانقاہی نظام کا دعوتی و تربیتی اسلوب"، مجلہ مراۃ العارفین انٹرنیشنل، لاہور، اکتوبر ۲۰۱۹ء، ص ۳۰
(۱۹) محمد وارث علی، "برصغیر میں سلاسلِ تصوف کا اصلاحی کردار"، Al-‘Ulūm: Journal of Islamic Studies، لاہور، جلد ۵، شمارہ ۱، ۲۰۲۱ء، ص ۵۲
(۲۰) سلطان باہوؒ، عین الفقر (ترجمہ: سید احمد سعید ہمدانی)، لاہور: مکتبہ باہو، ۱۹۹۸ء، ص ۱۱۲
(۲۱) محمد وارث علی اور اللہ دتہ، "کلامِ سلطان باہوؒ میں فکرِ آخرت کا تجزیاتی مطالعہ"، Al-‘Ulūm: Journal of Islamic Studies، لاہور گیریژن یونیورسٹی، جلد ۶، شمارہ ۲، ۲۰۲۲ء، ص ۱۰۵
(۲۲) سید نذیر احمد، ڈاکٹر (مرتب)، کلام باہو سلطان، لاہور: پیکیجز لمیٹڈ، ۱۹۸۱ء، ص ۴۵

(۲۳) سلطان باہوؒ، ابیاتِ سلطان باہو (منظوم ترجمہ و تشریح)، مترجم: عبدالمجید بھٹی، کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان، ۱۹۶۷ء، ص ۱۲
(۲۴) سلطان باہوؒ، ابیاتِ باہو (اردو ترجمہ و حواشی)، مرتب: سمن مشرا، صوفی نامہ/ریختہ ایڈیشن، ص ۳۸
(۲۵) ایضاً، ص ۵۴
(۲۶) سید نذیر احمد، ڈاکٹر، کلامِ باہوؒ کا تحقیقی و فکری مطالعہ، لاہور: مکتبہ جمال، ۲۰۱۲ء، ص ۹۸
(۲۷) ساجد محمود، محمد رحمان، اور مطاہر شاہ، "سلطان باہوؒ کے کلام کے اردو تراجم میں تزکیۂ نفس: ایک تجزیہ"، تہذیب الافکار، پشاور: شعبہ علومِ اسلامیہ سردار بہادر خان ویمن یونیورسٹی / بشیر ریسرچ سینٹر، جلد ۸، شمارہ ۲، ۲۰۲۱ء، ص ۴۵
(۲۸) سلطان باہوؒ، ابیاتِ باہو (متن بمع اردو ترجمہ و حواشی)، لاہور: ڈیلی پاکستان ڈیجیٹل کلام سورس / مکتبہ باہو، ص ۶۴
(۲۹) سلطان باہوؒ، کلامِ باہو، ڈیجیٹل کلام سیکشن، صوفی نامہ (ریختہ فاؤنڈیشن)، اندراج نمبر: ۱۰۴۔
(۳۰) سلطان باہوؒ، "پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں"، وکی سورس، آن لائن ڈیجیٹل مکتبہ، کلامِ سلطان باہو بخش